سترہ کے احکام ومسائل

مرور بین الصفین:

سوال: ایک عالم شخص مرور بین الصفین کے جواز کے استدلال میں حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیش کرتے ہیں، کیا یہ استدلال صحیح ہے؟ اور امام صاحبؒ کے نزدیک مسئلہ کس طرح ہے؟

الجواب

یہ حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔

درمختار میں ہے:

(وكفت سترة الإمام)للكل.(١)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرور بین یدی المصلی قاطع صلوٰۃ نہیں ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے۔(۲)

---

(١) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار،باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ١/ ٥٩٧،ظفير(مطلب مكروهات الصلاة،انيس)

(٢) ولا يفسدها،إلخ، مروره (بين يديه)إلىٰ حائط القبلة (فى)بيت و(مسجد)صغير فإنه كبقعة واحدة (مطلقاً)ولو امرأة أو كلباً.(الدر المختار)

بيان للإطلاق وأشاربه إلىٰ الرد على الظاهرية بقولهم:يقطع الصلاة مرور المرأة والكلب والحمار وعلىٰ أحمد: فى الكلب الأسود،وإلىٰ أن ماروى فى ذلك منسوخ،كما حققه فى الحلية.(ردالمحتار،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ٥٩٣/١،ظفير)(مطلب:إذا قرأ قوله تعالىٰ جدك بدون ألف لا تفسد،انيس)

عن عبد اللّٰه بن عباس رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما قال: أقبلت راكباً علىٰ حمار أتان وأنا يومئذٍ قد ناهزت الاحتلام.(صحيح البخارى،كتاب العلم،باب متىٰ يصح سماع الصغير: ٤٠/١ (ح:٧٦)بيت الأفكار/الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة،باب سترة المصلى: ٢٠٦/١ (ح:٥٠٤)بيت الأفكار/سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة،باب من قال الحمار لايقطع الصلاة: ٩٨/١(ح:١٧٥)بيت الأفكار/مسند الإمام أحمد بن حنبل،مسند عبد اللّٰه بن عباس رضى اللّٰه عنهما: ٢٠٧/٤ (ح:٢٣٧٦)مؤسسة الرسالة،انيس)

اور علاوہ بریں وہ اس وقت تک بالغ نہ تھے، وہ خود فرماتے ہیں کہ "ناهزت البلوغ"؛ یعنی میں اس وقت قریب البلوغ تھا، پس اس سے حجت جواز مرور کی نہیں ہوسکتی۔(۱)

دوسری حدیث میں صراحت ہے:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:"لويعلم المار بين يدی المصلی ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرًا له من أن يمر بين يديه". {متفق عليه}(۲)

ایک روایت میں ہے:

"فليقاتله فإنما هو شيطان". (رواه البخاری)(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۱۲-۱۱۳)

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد:

سوال: حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اگر لوگوں کو نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ معلوم ہوجائے تو چالیس سال تک بیٹھے رہنے کو ترجیح دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

قصداً نمازی کے آگے سے گذرنے والا شیطان ہے، اس کو زبردستی روکو۔ (بخاری ومسلم)

نمازی کے آگے سے قصداً گذرنا زمین دھنس جانے سے زیادہ بُرا ہے۔ (موطأ امام مالک)

اگر تم کو نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ معلوم ہوجائے تو سو سال تک کھڑے رہو۔

---

(۱) وعن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال: أقبلت راكباً علىٰ أتانٍ و أنا يومئذٍ قد ناهزت الاحتلام، إلخ. (مشكوة المصابيح، باب السترة، ص: ٧٤) (الفصل الأول، رقم الحديث: ٧٨٠/صحيح لمسلم، رقم الحديث: ٥٠٤ انيس)

(۲) مشكوٰة المصابيح، باب السترة، الفصل الأول، ص: ٢٤٢ (ح: ٧٧٦) المكتب الإسلامی، انيس

فقال أبو جهيم: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لويعلم المار بين يدی المصلی ما ذا عليه، لكان أن يقف أربعين خيراً له من يمر بين يديه. (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدی المصلی: ١/١١٧ (ح: ٥١٠) بيت الأفكار/الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب: منع المار بين يدی المصلی: ١/٢٠٧ (ح: ٥٠٧) بيت الأفكار/سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، باب ما ينهىٰ من المرور بين يدی المصلی: ١/٩٨ (ح: ٧٠١) بيت الأفكار/سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی كراهية المرور بين يدی المصلی: ١/٧٦ (ح: ٣٣٦) بيت الأفكار/مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث أبی جهيم بن الحارث بن الصمة: ٢٩/٨٣ (ح: ١٧٥٤٠) مؤسسة الرسالة، انيس)

(۳) دیکھئے: مشكوة، باب السترة، ص: ٧٤، ظفير (الفصل الأول، رقم الحديث: ٧٧٧/مصنف ابن أبی شيبة، من كان يكره أن يمر الرجل بين يدی الرجل (ح: ٢٩١٤)/صحيح البخاری، باب يرد المصلی من مر بين يديه (ح: ٥٠٩)/صحيح لمسلم، باب منع المار بين يدی المصلی (ح: ٥٠٥)/سنن أبی داؤد، باب ما يؤمر المصلی أن يدرأ عن الممر (ح: ٦٩٧)/مسند أبی يعلی الموصلی، من مسند أبی سعيد الخدری (ح: ١٢٤٠)/المنتقى لابن الجارود، ماجاء فی القبلة (ح: ١٦٧) انيس)

مندرجہ بالا حدیثوں میں گذرگاہ کا فاصلہ نہیں ہے، ان چاروں حدیثوں میں سے کسی ایک سے بھی پتہ نہیں چلتا ہے کہ کتنے فاصلے سے گذرنا نمازی کے آگے سے گناہ ہے، ازراہ کرم اس کی وضاحت کر کے شکریہ کا موقع دیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نمازی کے سامنے سے کتنی دور سے گذرنا جائز ہے، اس میں علما کا اختلاف ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مسجد کبیر اور صحرا میں مقام سجدہ کے اندر سے گذرنا جائز نہیں، اس کے آگے سے گذر سکتے ہیں، گھر اور (چھوٹی) مسجد میں کہیں سے بھی جب تک حائل نہ ہو، گذرنا جائز نہیں۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی حد ایک ذراع ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سنت طریقہ پر نماز پڑھنے والے کی نظر جہاں تک جاتی ہو، وہاں تک سے نہیں گذرا جا سکتا ہے۔

اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مطلقاً بغیر حائل اور سترہ کے گذرا ہی نہ جائے۔ الہدایۃ، ردالمحتار، الدرالمختار، فتح القدیر میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۱۸/۲-۴۱۹)

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد کیا ہے:

سوال: نمازی کے آگے کو گذرنا منع ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھ رہا ہے تو اندر مسجد کے اس کے آگے کو گذرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مسجد میں جہاں نمازی کی نظر پہنچے، جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے، وہاں تک آگے کو نہ گذرے، پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گذر سکتا ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۰/۴)

(۱-۲) ومرور مارّ في الصحراء أو في مسجد كبيربموضع سجوده) في الأصح (أو) مروره (بين يديه) إلىٰ حائط القبلة (في)بيت و(مسجد)صغير فإنه كبقعة واحدة (مطلقًا) ولو امرأة أو كلبًا. (الدر المختار)

قوله: في الأصح) هو ما اختياره شمس الأئمة وقاضي خان وصاحب الهداية واستحسنه في المحيط وصححه الزيلعي ومقابلة ماصححه التمرتاشي وصاحب البدائع واختاره فخر الإسلام ورجحة في النهاية والفتح أنه قد رما يقع بصره على المارّ لوصلىٰ بخشوع: أي رامياً ببصره إلىٰ موضع سجوده وأرجع في العناية الأول إلى الثاني بحمل موضع السجود على القريب منه. (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۹۸/۲) (مطلب: إذا قرأ قوله تعالىٰ جدک بدون ألف لاتفسد، انيس)

نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہیے:

سوال: بروز جمعہ اکثر آدمی نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں، آیا کچھ فاصلہ بھی مقرر ہے کہ اس فاصلہ سے گذرنا جائز ہے؟

الجواب

بڑی مسجد میں اگر موضع سجود، یا موضع بصر سے آگے کو کوئی شخص گذر جائے تو درست ہے اور چھوٹی مسجد میں جو چالیس ہاتھ سے کم ہو، آگے سے گذرنا کسی جگہ بھی درست نہیں ہے۔ (کذافی الدرالمختار)(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۳۶/۴) ☆

(۱) ولا يفسدها نظره إلى مكتوب،إلخ، ومرور مارفي الصحراء أو في مسجد كبيربموضع سجوده)(في الأصح) (أو)مروره(بين يديه)إلى حائط القبلة (في)بيت و(مسجد)صغير ،فإنه كبقعة واحدة(مطلقاً)إلخ (وإن أثم المار)لحديث البزار"لويعلم المارماذا عليه من الوزرلوقف أربعين خريفاً". (الدرالمختار)

قوله:(مسجد صغير):هو أقل من ستين ذراعاً وقيل من أربعين وهوالمختار كما أشار إليه في الجواهر، قهستاني.(ردالمحتار،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۵۹۳/۱،ظفير)(مطلب إذا قرأ قوله تعالیٰ جدک،بدون ألف لاتفسد،انيس)

قال أبوجهيم:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لويعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه،لكان أن يقف أربعين خيراله من أن يمر بين يديه .(صحيح البخاري،كتاب الصلاة،باب يرد المصلي من مر بين يديه: ۱۱۷/۱(ح:۵۱۰) بيت الأفكار/الصحيح لمسلم،كتاب الصلاة،باب منع المار بين يدي المصلي: ۲۰۷/۱(ح:۵۰۷)بيت الأفكار/ سنن أبي داؤد،كتاب الصلاة،باب ماينهى عنه من المرور بين يدي المصلي: ۹۷/۱(ح:۷۰۱)بيت الأفكار/جامع الترمذي،كتاب الصلاة،باب ماجاء في كراهية المرور بين يدي المصلي: ۷٦/۱(ح:۳۳٦)بيت الأفكار/مسند الإمام أحمد بن حنبل،حديث أبي جهيم بل الحارث بن الصمة: ۸۳/۲۹ (ح:۱۷۵۴۰)مؤسسة الرسالة،انيس)

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:لويعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه كان لأن يقوم أربعين خريفاً خيرله من أن يمر بين يديه.(مسند البزار،ماأسند زيد بن خالد الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم:۲۳۹/۹ ،مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة،انيس)

☆ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے کس قدر فاصلے سے گزرنے کی اجازت ہے:

سوال: نمازی کے آگے کو نماز پڑھتے ہوئے نکل جانا، کتنے فاصلہ تک جائز ہے؟

الجواب

جنگل میں سجدہ کی جگہ کو بچا کر نکلنا درست ہے اور جو مسجد چالیس ہاتھ لمبی اور چالیس ہاتھ چوڑی ہو، اس میں بھی ایسا ہی (ہے) اور اس سے کم مسجد اور گھر میں، مطلقاً آگے جانا منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص:۲۳) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۵٦)

==

مسجد میں نماز ادا کرنے والے کے آگے مسجد سے باہر یا اندر گزرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسجد کے اندر، یا صحن میں نماز ادا کررہا ہے اور دوسرا شخص مسجد سے دور سامنے گزر گیا، کیا وہ گنہگار رہوگا؟ نیز مسجد اور غیر مسجد کا کوئی فرق ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: حبیب اللہ......۳۰؍۳؍۱۹۷۶ء)

الجواب

محقق ابن الہمام نے اس کو مختار کہا ہے کہ مسجد اور غیر مسجد میں فرق نہیں ہے؛ یعنی مسجد میں بھی کچھ دور (**أي مالا یقع علیه بصر المصلی الخاشع**) گزرنا جائز ہے۔ (کما فی فتح القدیر:۱؍۲۸۸)(۱) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲؍۳۰۰)

نمازی کے آگے سے کوئی چیز اٹھانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نمازی کے آگے سے گزر جاتا ہے، یا نمازی کے آگے جوتا، یا کپڑا پڑا ہوا ہے، دوسرا آدمی ہاتھ لمبا کر کے اٹھالیتا ہے، خود آگے نہیں جاتا، کیا یہ گنہگار رہوگا؟

الجواب

ہاتھ لمبا کرنے والے کا گناہ نہیں ہے، کسی چیز کا اٹھانا جائز ہے، صرف گزرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ، ۶؍ذوالحجہ؍۱۳۷۵ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود:۲؍۲۵۷)

== سوال: امام محمدؒ کے قول سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامنے نمازی کے گزرنے سے باز نہ آئے، تو اس سے لڑنا بھی نہیں چاہیے (اصل میں اسی طرح ہے، غالباً صحیح عبارت یوں ہوگی: ''تو اس سے لڑنا نہیں چاہیے''۔) اس صورت میں قتال کا مطلب کیا ہوگا؟

الجواب

امام محمدؒ نے کہیں نہیں لکھا کہ نمازی کے سامنے سے جانے سے باز نہ آوے (یہ فقرہ اسی طرح ناتمام ہے۔ (نور) (کذا) معلوم نہیں تم سے کس نے کہا ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد، ص:۴۰-۴۲) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۵۶)

(۱) **قال العلامة ابن الهمام: وفي النهاية: الأصح أنه إن كان بحال لو صلّٰى صلاة الخاشعين نحو أن يكون بصره في قيامه في موضع سجوده وفي موضع قدميه في ركوعه و إلٰى أرنبة أنفه في سجوده وفي حجره في قعوده وإلٰى منكبه في سلامه لايقع بصره علٰى المار لايكره ومختار السرخسي مافي الهداية: وما صحح في النهاية مختار فخر الإسلام ورجحه في النهاية. (فتح القدير: ۱/٣٥٤، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها/ كذا في النهر الفائق شرح كنز الدقائق، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/٢٧٦، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)**

نمازی کے آگے، جونماز پڑھ رہا ہے، وہ آگے سے ہٹ سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: دومصلی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، آگے والا پہلے فارغ ہوگیا، اب وہ داہنی جانب، یا بائیں جانب سے اٹھ کر چلا جاوے، یہ جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

آگے والا فوراً دائیں بائیں کو جاسکتا ہے، یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۸/۴)

عورت کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

سوال: اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں سامنے آجاویں تو نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا اور نماز فاسد نہیں ہوئی۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۸/۴)

نمازی کے آگے سے عورت، یا کوئی جانور گذر جائے تو نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: نمازی کے سامنے سے اگر کتا، یا اور کوئی جانور، یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

نمازی کے سامنے سے کتا، یا کوئی جانور، یا عورت اگر نکل جاوے تو نماز اس کی فاسد نہ ہوگی۔

درمختار میں ہے:

”ولا یفسدها مرور مار، إلخ، ولو امرأة أو کلباً، إلخ“.

اورشامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ جو کچھ اس بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے، وہ منسوخ ہے، یا مؤول، **کماھو منقول فی الشروح والحواشی.** (۲) بہرحال اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۳/۴)

---

(۱) (ولا یفسدها نظره إلٰی مکتوب، إلخ، ومرور مار فی الصحراء أوفی مسجد کبیر بموضع سجوده) فی الأصح (أو) مروره (بین یدیه، إلخ، مطلقاً) ولو امرأة أو کلباً. (الدر المختار)

وأشاربه إلی الرد علی الظاهریة. (ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها: ۵۹۳/۱، ظفیر) (مطلب: إذا قرأ قوله تعالٰی جدک، بدون ألف لاتفسد، انیس)

(۲) قوله: (ولو امرأة أو کلباً) بیان للإطلاق، وأشاربه إلی الرد علی الظاهریة بقولهم: یقطع الصلوٰة مرور المرأة والکلب والحمار وعلٰی أحمد فی الکلب الأسود، وإلٰی أن ماروی فی ذلک منسوخ کما حققه فی الحلیة. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها: ۵۹۳/۱، ظفیر) (مطلب: إذا قرأ قوله تعالٰی جدک، بدون ألف لاتفسد، انیس)

اگر آگے سے کتّا گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: اگر نمازی کے آگے کو کتا نکل جاوے تو نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ——————

نماز فاسد نہیں ہوتی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۱)

مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گذرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا ہے؟ کیا اس کا حکم دوسری مساجد کی طرح ہے، یا کہ مختلف ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ——————— باسم ملهم الصواب

اس مسئلہ میں مسجد حرام کی کوئی تخصیص نہیں؛ بلکہ دوسری بڑی مساجد کی طرح اس میں بھی نمازی کے مقام سے دوصفوں کی جگہ چھوڑ کر گزرنا جائز ہے، اس حد کے اندر گزرنا جائز نہیں، مگر طواف کرنے والے موضع سجود چھوڑ کر گذر سکتے ہیں۔

قال في الشامية: تنبيه: ذكر في حاشية المدني: لايمنع المار داخل الكعبة وخلف المقام و حاشية المطاف، لماروى أحمد وأبوداؤد عن المطلب بن أبي وداعة (۲) أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي مما يلي باب بني سهم والناس يمرون بين يديه وليس بينهما ستره، وهو محمول على الطائفين فيما يظهر، لأن الطواف صلاة، فصار كمن بين يديه وصفوف المصلين، انتهٰى ومثله في البحر العميق وحكاه عزالدين بن جماعة عن مشكلات الأثار للطحاوى ونقله المنلا رحمه الله في منسكه الكبير ونقله سنان آفندى أيضًا في منسكه، آه، وسيأتى إن شاء الله تعالىٰ تأييد ذلك في باب الإحرام من كتاب الحج. (رد المحتار: ۵۹۴/۱)(۳)

وقال الرفعي رحمه الله تعالىٰ: (قوله: لايمنع المار داخل الكعبة، إلخ) المرور بين يدى

(۱) (ولايفسدها، إلخ، مروره (بين يديه) إلىٰ حائط القبلة (في) بيت و(مسجد) صغير مطلقاً، إلخ، ولو امرأةً أو كلباً. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۵۹۳/۱، ظفير)

(۲) عن جده أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي مما يلي باب بني سهم والناس يمرون بين يديه وليس بينهما سترة، قال سفيان: ليس بينه وبين الكعبة سترة. (سنن أبي داؤد، كتاب المناسك، باب في مكة: ۲۳۰/۱ (ح: ۲۰۱۶) بيت الأفكار، انيس)

(۳) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: إذا قرأ قوله، تعالىٰ جدك بدون ألف لاتفسد، انيس

المصلی فی موضع سجوده داخل الكعبة لاشک فی کراهته وإن ورائه أوخلف المقام أوحاشية المطاف فلايتوهم فيه الكراهة حيث كان لا فی موضع السجود هٰذا معلوم من كلام المصنف فإن لمسجد كبير ولاحاجة حينئذ إلٰى حمل الوارد على الطائفين. (التحرير المختار: ۸۳/۱)

قلت: حمل الوارد على الطائفين محمول علٰى أن منع المرور غير مختص بموضع السجود بل هو قدر مايقع بصره على المار لوصلّٰى بخشوع: أی رامیًا ببصره إلٰى موضع سجوده فقط والله تعالٰى أعلم

۱۲/محرم ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۱۱/۳-۴۱۲)

فساد وضو کے عذر سے نمازیوں کے سامنے سے گذرنا:

سوال: زید اول جماعت میں شریک تھا کہ ریح خارج ہوگئی، اب زید نمازیوں کے سامنے سے نکل کر وضو کرنے جائے تو سامنے سے نکلنا جائز ہے، یا نہیں، جب کہ درمیان سے گذرنا مشکل ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے؛ بلکہ صف کو درمیان سے چیرنے کی بہ نسبت سامنے سے گزرنا اہون واولی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵/رجب ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۱۲/۳)

ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے:

سوال: زید نے نماز کا ایک طرف سلام پھیرا تھا کہ بکر آگے سے نکل گیا تو بکر گنہگار ہوگا، یا نہیں؟ ایک عالم دین کہتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا واجب ہے، لہٰذا بکر گنہگار ہوگا تو کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس صورت میں بکر گنہگار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ نماز پہلے سلام سے ختم ہوجاتی ہے؛ بلکہ لفظ "السلام" یعنی علیکم کہنے سے بھی پہلے ہی نماز پوری ہوجاتی ہے، دونوں سلام واجب ہیں، مگر سلام ثانی خارج صلوۃ میں واجب ہے؛ اس لیے اگر کوئی پہلا السلام کہنے کے بعد اور علیکم کہنے سے قبل اقتدا کرلے تو اقتدا کرلے تو اقتدا صحیح نہیں۔

كما فی الدر المختار: (ولفظ السلام) مرتين فالثانی واجب على الأصح، برهان، دون عليكم وتنقضی قدوة، بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية.

وفی الشامية: (قوله: وتنقضی قدوة بالأول) أی بإسلام الأول، قال فی التجنيس: الإمام إذا

---

(۱) ومن سبقه الحدث فی الصلاة انصرف فإن كان إماما استخلف وتوضأ وبنى ... والمنفرد إن شاء أتم فی منزله وإن عاد إلى مكانه، الخ. (الهداية، باب الحدث فی الصلاة: ۵۹/۱-۶۰، دار إحياء التراث العربی بيروت، انيس)

فرغ من صلٰوته،فلما قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لايصير داخلاً فى صلٰوته؛لأن هٰذا سلام،ألاترٰى أنه لوأراد أن يسلم علٰى أحد فى صلاته ساهيًا فقال السلام ثم علم فسكت تفسد صلاته،آه،رحمتي.(رد المحتار : ٤٣٦/١)(۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱محرم ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۰۵و۴۰۶)

نمازی کے سامنے گزرنے والے کو روکنا:

سوال: میں نماز پڑھ رہا تھا ایک شخص سامنے سے گزرا، دوسرے شخص نے کہا تھا کہ ہاتھ سے روک دیتے، کیا یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

هو المصوب

مذکورہ عمل آپ صلی اللہ علیہ سلم سے ثابت ہے، ابن ماجہ کی روایت ہے۔(۲)

تحریر: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۲۴۸)

مصلی سامنے سے گذرنے والے کو داہنے ہاتھ سے روک سکتا:

سوال: کیا مصلی سامنے سے گذرنے والے کو داہنے ہاتھ سے روک سکتا ہے، اس سے نماز پر کوئی اثر تو نہ ہوگا؟

هو المصوب

داہنے ہاتھ سے گزرنے والے کو روک سکتا ہے۔(۳)

نوٹ: ہاتھ سے روکنے کی صورت میں عمل قلیل ہے لہٰذا نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۲۴۸-۲۴۹)

---

(۱) كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،واجبات الصلاة،مطلب:لاينبغى أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية،انيس

(۲) عن أم سلمة قالت:كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى فى حجرة أم سلمة فمر بين يديه عبد الله أوعمر بن أبى سلمة فقال: بيده فرجع فمرت زينب بنت أم سلمة،فقال: بيده هٰكذا فمضت فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:هن أغلب (سنن ابن ماجة:كتاب إقامة الصلاة،رقم الحديث:٩٤٨،مسند الإمام أحمد بن حنبل:٢٩٤/٦،رقم الحديث:٢٦٥٦٦، قال شعيب الارناؤط:إسناده ضعيف لجهالة والدة محمد بن قيس)/(المعجم الكبير للطبرانى،عن أم محمد بن قيس عن أم سلمة (ح:٨٥١)انيس)

(۳) ومرور مارفى الصحراء أوفى مسجد كبير بموضع سجوده) فى الأصح (أو) مروره (بين يديه)إلٰى حائط القبلة (فى)بيت و(مسجد)صغير .(الدرالمختارمع ردالمحتار : ٣٩٨/٢)(كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب:إذا قرأ قوله،تعالٰى جدک،بدون ألف لاتفسد،انيس)

نابالغ بچوں کے سامنے گذرنا:

سوال: جامع مسجد میں مردوں کی صف کے بعد بچوں کی صفیں ہوتی ہیں، جو سات سال سے لے کر ۱۲/ سال تک کی عمر تک ہوتے ہیں، مردوں کی صف میں کچھ جگہیں خالی رہتی ہیں، آنے والے مرد اگر مردوں کی صف میں شامل ہوتے ہیں تو بچوں کی صف سے گزرنا پڑتا ہے، آیا بچوں کی نماز نماز ہے، یا نہیں، مرور جائز ہوگا؟

هو المصوب

اگر بچے نابالغ ہیں تو ضرورۃ ان کے سامنے سے حالت نماز میں گذر سکتے ہیں، بچوں کی نماز نماز ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۲۴۹)

سترہ کی جگہ چھتری وغیرہ ہو تو کافی ہے، یا نہیں:

سوال: نمازی کے آگے چادر یا چھتری سترہ کے بجائے ہو، تو کافی ہے، یا نہیں؟ یا سترہ لکڑی کا ہی ہونا ضروری ہے؟ اور لکڑی کا سترہ کم از کم انگشت موٹا ہونا ضروری ہے، یا اس سے کم بھی کافی ہوسکتا ہے؟

الجواب

چادر، یا چھتری مصلی کے آگے ہو تو بجائے سترہ کے کافی ہے، لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے اور قید غلظ اصابع کو صاحب بدائع نے قول ضعیف لکھا ہے۔

فی الشامی: لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ قولاً ضعیفاً وأنه لا اعتبار بالعرض وظاهره أنه المذهب، بحر، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۲-۴۳)

اگر جنگل میں نمازی سترہ نہ گاڑے تو کہاں سے گذرنا چاہیے:

سوال: اگر کوئی شخص مسجد، یا جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے اور سترہ کھڑا نہیں کیا تو کہاں تک اس کے آگے کو چلنا نہ چاہئے؟

الجواب

جنگل میں نمازی کی نظر، جہاں تک پہنچے، اس سے آگے کو جانا درست ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۶۵)

(۱) **ویغرز ندباً الإمام و كذا المنفرد (فی الصحراء) ونحوها (سترة بقدر ذراع) طولاً (وغلظ أصبع) لتبدو للناظر (بقربه) دون ثلاثة أذرع (علی) حذاء (أحد حاجبيه)، إلخ. (الدر المختار)**

لٰكن جعل فی البدائع بيان الغلظ، إلخ. (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها، مطلب: إذا قرأ قوله تعالٰى جدك بدون ألف لا تفسد: ۱/۵۹۰، ظفير)

(۲) **(ولا يفسدها نظره إلٰى مكتوب، إلخ، و مرور مار فی الصحراء أو فی مسجد كبير بموضع سجوده)==**

نماز پڑھنے والے کے سامنے، اگر گذرنے والا سترہ رکھ دے تو:

سوال: زید نماز پڑھتا ہے اور بکر اس کے آگے کو جانا چاہتا ہے تو اگر بکر خود ایک لکڑی مقدار سترہ سامنے کھڑی کر کے، نمازی کے روبرو سے گزر جاوے تو جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ کرنا جائز ہے اور سترہ اس سے ہو جاتا ہے۔(۲)

(بدست خاص،ص:۵۱)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۵۵)

بوقت ضرورت سترہ کی مختلف صورتیں:

سوال: اگر نمازی اپنے سامنے دستی بیگ، یا کوئی کپڑا وغیرہ رکھ لے تو اس کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــ باسم ملهم الصواب

سترہ کم از کم ایک ہاتھ اونچا ہونا چاہیے، اس سے کم اونچائی کے اکتفا میں اختلاف ہے، راجح قول یہ ہے کہ بقدر ذراع سترہ میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کافی ہے، بوقت ضرورت سترہ کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

(۱) کوئی ایسی چیز جو ایک ذراع سے کم بلند ہو۔

(۲) چھڑی وغیرہ لٹا لینا، اگر کھڑی نہ ہو سکے۔

(۳) سامنے خط کھینچ لینا، چھڑی اور خط طولاً یعنی قبلہ رخ ہونا زیادہ بہتر ہے، اگرچہ عرضاً بھی جائز ہے۔

(۴) جانماز یا کپڑا بچھا کر اس پر نماز پڑھنا۔

(۵) اگر دو آدمی گزرنا چاہیں تو ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے، دوسرا گزر جائے، پھر وہ اسی طرح نمازی کے سامنے ہو جائے اور پہلا گزر جائے۔

== في الأصح (أو) مروره (بين يديه،إلخ)في بيت و(مسجد) صغير،إلخ،وإن أثم المارفي ذلك المرورلو بلاحائل، إلخ.(الدر المختار على هامش رد المحتار،باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۵۹۳/۱،ظفير)/(وكذا في النهر الفائق،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲۷۵/۱-۲۷۷،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) اس فتویٰ کا مصداق یہ صورت ہے کہ نمازی کے سامنے پہلے کوئی سترہ قائم کر دیا جائے، پھر گذرنے والا گذر جائے اور سترہ وہیں قائم رہے، جیسے پلیٹ فارم پر کوئی نماز پڑھ رہا ہے، اس کے سامنے اٹیچی رکھی، پھر آگے سے گذر گیا اور اٹیچی وہیں رکھی رہی، یا کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے کوئی تختہ رکھ کر سترہ بنا دیا؛ لیکن اگر نمازی کے سامنے اپنا ہاتھ لمبا کر کے، رومال یا کوئی کپڑا لٹکا دیا اور اس سترے کے ورے سے گزر کر، رومال لے کر چلا گیا تو یہ صورت اس جواب کا مصداق نہیں، یہ رومال لٹکانا سترہ شمار نہ ہوگا؛ کیونکہ اس سے نمازی کی نماز میں جو خلل پڑنا تھا پڑ گیا اور مستقل سترہ بنانے میں نمازی کی توجہ مقصور ہو جائے گی۔ واللہ اعلم (پالن پوری)

(۶) ایک قول مصحح یہ بھی ہے کہ ۳۶۰۰ مربع فٹ = ۳۳۴ء۴۵۱ رمربع میٹر، یا اس سے بڑی مسجد اور صحرا میں موضع سجود سے ہٹ کر گذرنا بدون سترہ جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹ رمضان ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ:۳؍۴۱۰۔۴۱۱)

رومال یا چھڑی کا سترہ بنانا:

سوال: ایک شخص نمازی کے سامنے سے گزرنے کے لیے اپنا رومال لٹکا کر، یا اپنی چھڑی کھڑی کر کے اس کے پیچھے سے گذر جاتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کو اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا۔

ونصه: وإذا كان معه عصا لا تقف على الأرض بنفسها فأمسكها بيده ومر من خلفها هل يكفي ذلك؟ لم أره. (ردالمحتار: ۵۹۵/۱)(۱)

بظاہر اس کے جواز سے کوئی مانع نہیں، لہٰذا بوقت ضرورت اس کی گنجائش ہے، بالخصوص جبکہ عند البعض لکڑی زمین پر لٹا دینا، یا خط کھینچ دینا بھی سترہ کے لئے کافی ہے، علاوہ ازیں مسجد کبیر اور صحرا میں موضع سجود کے ساتھ کراہت مرور کی تخصیص کا قول بھی مصحح ہے، بوقت ضرورت اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹ رمضان ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ:۳؍۴۱۰) ☆

---

(۱) کتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب:إذا قرأ قوله تعالىٰ جدک بدون ألف لاتفسد، انيس

☆ **نمازی کے آگے بیٹھا ہوا شخص سترہ کے قائم مقام ہے:**

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے آگے کی صف میں بالکل اس کی سیدھ میں کوئی شخص قبلہ رخ ہو کر محض بیٹھا ہوا ہے، نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو یہ بیٹھنے والا شخص اس نماز پڑھنے والے کے لیے سترہ ہو جائے گا اور گزرنے والوں کے لیے اس بیٹھے ہوئے شخص کے سامنے سے گزرنا جائز ہوگا۔(ما في "الموسوعة الفقهية:ذهب جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والحنابلة،وهو قول عند الشافعية إلىٰ صحة الاستتار بالآدمي في الصلاة،وذلک في الجملة،لكنهم اختلفوا في التفاصيل،فقال الحنفية والمالكية:يصح أن يستتر بظهر كل رجل قائم أو قاعد،لابوجهه ولا بنائم.(۱۷۹/۲۴،سترة)(الاستتار بالآدمي:۱۷۹/۲۴)/وما في "البحر الرائق":وإن استتر بظهر إنسان جالس كان سترة وإن كان قائمًا اختلفوا فيه.(۳۰/۲،ما يفسد الصلاة و ما يكره)/ما في "الدر المختار مع الشاميه": واستظهره في الحلية بأن القاعد يكون سترة للمصلي بحيث لايكره المرور وراءه.(۳۵۵/۲،مطلب:إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة)(كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،كان ترک السنة أولىٰ،انيس)/وما في "حلبي كبير"ويكره المرور بين يدي في الحلية إذا لم يكن عنده حائل نحو السترة أي العصا المركوزة أمامه الأسوانة ونحوهما من شجرة أو آدمي أو دابة أوغير ذلک.(ص:۳۶۷،فروع الخلاصة، سهيل اكيڈمي لاهور.(الفتاوىٰ الهندية:۱۰۴/۱،ما يفسد الصلاةوما يكره فيها)(اہم مسائل:۲؍۶۶)